مطبوعات

ایک مسافر، چار ملک | از جناب حکیم محمد سعید صاحب۔ ناشر: ہمدرد اکیڈمی، ہمدرد فاؤنڈیشن ہمدرد سنٹر۔ کراچی نمبر ۱۰۔ ضخامت ساڑھے پانچ سو صفحات۔ سفید کاغذ پر ٹائپ سے طبع شدہ۔ جلد مضبوط۔ رنگین گردپوش۔ قیمت -/۶۰ روپے

حکیم محمد سعید پاکستان میں اپنی گوناگوں تعمیری سرگرمیوں اور خدماتِ دین و دانش کے لحاظ سے ایک منفرد شخصیت ہیں۔ ان کی پوری زندگی میں سفر ہی سفر کا غلبہ ہے "قیام" کم ہے۔ "شام ہمدرد" کے سلسلے میں ایک سفر تو اندرونِ ملک ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ پھر وہ ملکوں ملکوں میں مختلف ملی، علمی یا طبی خدمات کے لیے گھومتے رہتے ہیں۔ پیشِ نظر کتاب میں چار ملکوں یعنی آسٹریلیا، فرانس، سوئٹزرلینڈ اور انگلستان کی سیاحی کا دلچسپ بیان ہے۔ حکیم صاحب کے اس سفرنامے کی ایک خوبی تو یہ ہے کہ سلاستِ زبان، پاکیزگیٔ بیان، ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے کاغذی صحرا میں جادہ پیما ہیں۔ نہ کہیں تاک جھانک، نہ جنسی نکات کی "چیونگ گم" سے دلچسپی، نہ بیکار کی فقرہ بازی، اس کے باوجود ساری داستان دلچسپ۔ اس سفرنامے کے آغاز میں اور اوراق کے اندر اگر حکیم صاحب اور ہمدرد فاؤنڈیشن کا ذکر نہ بھی ہو تو بھی پڑھنے والا جان لیتا ہے کہ یہ کسی "طبیب" کا سفرنامہ ہے۔ بلکہ حکیم صاحب کی روزنامچہ نویسی میں کئی مقامات پر "خودنوشت" کا رنگ پیدا ہوگیا ہے۔ جس کا فائدہ یہ ہے کہ حکیم صاحب کی بے شمار خوبیاں سامنے آجاتی ہیں۔ کہیں کہیں تو یہ شبہ ہوتا ہے کہ حکیم صاحب اپنی شخصیت کو تحریر کا اہم ترین موضوع گردانتے ہیں۔ سفروں کے اکثر سنگِ میل علمی ہیں، اور سلسلہ گفتگو میں حکیم صاحب قومی اور انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر بڑی دلچسپ معلومات

پڑھنے والے کو دیتے ہیں - ایک جگہ یہ کمزوری محسوس ہوئی کہ ایک کانفرنس میں پاکستانی وفد کی عدم شرکت اور بعض سفارت کاروں سے توقعات پوری نہ ہونے کے احساس کو حکیم صاحب بار بار اس انداز سے بیان کرتے ہیں کہ خواہ مخواہ آپ کی عمر کچھ زیادہ معلوم ہونے لگتی ہے۔

عام ادبی سفرناموں میں بھی سیاسی کدورتوں کا اظہار اچھا نہیں ہوتا - لیکن بڑے آدمیوں کے علمی سفرناموں کو تو ایسی چیزیں بہت بدنما کر دیتی ہیں۔ مثلاً ص ۴۵، ۴۶ پر جماعت اسلامی پر خوب برسے ہیں۔ اور بات چھڑتی ہے جماعت اسلامی ہند کے خلافِ قانون قرار پانے پر۔ فرماتے ہیں کہ بھٹو صاحب کو جماعت برسرِ اقتدار لائی - اور پھر بڑا طعنہ یہ کہ جماعتِ اسلامی نئی حکومتِ "حق" میں داخل ہوئی مگر اقتدار میں رہ کر اس کی ناکامیوں کا اعتراف خود اس کے اپنے رہنماؤں کو بھی ہے - قطع نظر اس کے کہ معاملہ ایک جماعتِ اسلامی ہی کا نہ تھا، یہ تجربہ اَوروں نے بھی کیا - خود حکیم صاحب کا اپنا تجربہ بالکل ویسا ہی ہے - دو تین صفحے پہلے لکھتے ہیں کہ:

"شاید میرے لیے یہ ممکن نہ ہو کہ میں بہ حیثیت مشیرِ صدرِ مملکت برائے طب زیادہ عرصے تک کام کرتا رہوں - میرے مزاج اور طب کے خلاف کام ہو رہے ہیں - بعض غلط لوگوں سے واسطہ پڑا ہے - اب ان کی زیادتیوں کی انتہا ہو چکی ہے۔" (ص ۴۲)

پھر بیوروکریسی کے متعلق بڑے تلخ تجربے کا ذکر ص ۱۰۱ پر بھی ہے۔ چنانچہ حکیم صاحب "مقامِ مشیری" کو چھوڑ آئے۔

بڑی مشکل صورت یہ ہے کہ سیاست دان تو غلط کرے یا صحیح وہ میدانِ سیاست میں موجود رہ کر پبلک اور ذہین ناقدین کا سامنا کرتا ہے - لیکن اگر کوئی علمی و سماجی شخصیت تھوڑی دیر کے لیے انتخابی سیاست میں آ نکلے اور پھر لوٹ کر علمی و سماجی خدمت کے جزیرے میں جا پناہ لے تو اس پر کوئی کیا گرفت کرے - حکیم صاحب اسلامی جمعیت طلبہ پر بھی برسے ہیں اور ایک "اسلامی اخبار" پر بھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ انتخابات میں جماعت نے اُن کا جھنڈا نہ اُٹھا کر جو غلطی کی تھی، سلسلہ کچھ اسی کی تعزیر کا ہے۔

انتہا یہ کہ سڈنی میں بھی جماعت اسلامی کے تصور کا کانٹا اپنی چبھن دکھاتا رہا۔ (ص ۵۱۸)
وہاں ایک سہ روزہ مسلم کانفرنس ہو رہی تھی۔ حکیم صاحب جو کہ پاکستان کی ایک نمایاں شخصیت تھے اس لیے کانفرنس والوں نے اُن سے اصرار کیا کہ وہ افتتاحی تقریر کریں۔ حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ اصرار کیوں ہے؟ آخر ایک صاحب نے حکیم صاحب کے کان میں راز کی بات کہہ دی کہ مدعا یہ ہے کہ کانفرنس (بہ سلسلہ ۱۵ ویں صدی تقریبات) کے حسابات سعودی عرب میں بھجوا کر وہاں سے رقم وصول کی جا سکے اور آپ کا تعلق اس گرہ کشائی میں آسانی پیدا کر دے گا۔ حالانکہ اگر وہ کانفرنس جماعتِ اسلامی سے متعلق ہوتی تو اول تو وہ لوگ بہ آسانی اپنی طرف سے ایثار کر کے مصارف پورے کر لیتے اور اگر سعودی عرب ہی سے انہیں دامن پھیلانا ہوتا تو حکیم صاحب سے زیادہ بااثر ذرائع ان کو مہیا ہو سکتے تھے۔
ایک طرف تو یہ صورت، اور دوسری طرف یہی حکیم صاحب پروفیسر جعفری صاحب کے لیے جدّہ سے ۲۵ ہزار ڈالر کی امدادی رقم دلواتے ہیں۔ اور یہاں نہ پروفیسر جعفری صاحب مجرم معلوم ہوتے ہیں، نہ حکیم صاحب میں کوئی احساسِ گناہ محسوس ہوتا ہے۔ (۵۲۵)
یہ چند چیزیں میں نے "جملہ معترضہ" کے طور پر اس لیے نشان زد کی ہیں کہ اتنے اچھے علمی و ادبی سفرنامے اور حکیم صاحب جیسی نستعلیق شخصیت کے ساتھ یہ چیزیں زیب نہیں دیتیں۔
اسی طرح افغانی مہاجرین کے متعلق صفحہ بھر کا جو مواد انہوں نے شامل کتاب کیا ہے، بہت تکلیف دہ ہے۔ یہ کہنا کہ "افغان مہاجرین کے پاس بے پناہ دولت ہے"۔ "پشاور شہر میں غذائی مسئلہ پیدا ہو گیا ہے"، "روسی سکہ کا لین دین عام ہو رہا ہے" ۔ اور پھر "خطرہ انقلاب" (ص ۴۷۶) ایسے ریمارکس ہیں کہ آدمی کچھ حیران ہوتا ہے، کچھ پریشان!
حکیم صاحب نے آسٹریلیا کی ایک بہت ہی اہم صورتِ واقعہ کو نمایاں کر کے ملت کی بڑی خدمت انجام دی ہے۔ قطع نظر اس افسوسناک انکشاف کے کہ انہوں نے کھانے کی ایک محفل میں حلال سے زیادہ حرام کی رغبت کا نظارہ کیا۔ اس حقیقت کو بھی انہوں نے عالمِ اسلام کے سامنے کھول کر رکھ دیا ہے کہ آسٹریلیا سے جو گوشت مسلمان اکابر (اسلامیات میں پی ایچ ڈی حضرات)

کی طرف سے ذبیحہ ہونے کی تصدیقی مُہریں لگوا کر برآمد کیا جاتا ہے، وہ ذبیحہ نہیں ہوتا بلکہ جھٹکے کے عمل سے جانوروں کو کاٹ کر ان پر ذبیحہ کی مہریں لگوائی جاتی ہیں۔ مُہردار حضرات کا پوری کارروائی سے کوئی مطلب اس کے سوا نہیں ہوتا کہ وہ اپنی فیس (غالباً ۲ ڈالر فی ذبح) وصول کر لیتے ہیں۔ یہ غیر حلال "ذبیحہ" سعودی عرب اور مشرق وسطیٰ کے دوسرے مسلم ممالک میں جاتا ہے۔ اور مسلمانوں کے دسترخوانوں کی زینت بنتا ہے (ص ۵۱۶ - ۵۱۷)

اس انکشافِ حقیقت کی جزا اللہ تعالیٰ حکیم صاحب کو دے۔ کاش کہ مسلمان حکومتیں خود اپنے آدمی بھیج کر تحقیق و تفتیش کرائیں اور حرام گوشت سے اپنی آبادیوں کو بچائیں۔

حکیم محمد سعید صاحب کی اس کتاب میں بہت سی مفید معلومات ہیں۔ بہت سے اخلاق و آداب کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، بہت سے طبی نکات بیان ہوئے ہیں اور جابجا دینی تعلیمات بھی خوبصورت انداز میں مذکور ہیں، حتیٰ کہ صلوٰۃ تسبیح تک کی تفصیل درج ہے۔

ہماری خواہش ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اسے پڑھیں اور استفادہ کریں۔

MUSLIM CROSS WORD PUZZLES

مؤلف: ارشد گیمیٹ (ARSHAD GAMIET)
ناشر: اسلامک فاؤنڈیشن، ۲۲۳ لندن روڈ لائسسٹر۔ یو کے۔ اعلیٰ کاغذ اور خوبصورت انگریزی ٹائپ۔
قیمت نامعلوم۔

"اسلامک فاؤنڈیشن" یورپ میں مسلمان بچوں کو انگریزی سیکھنے کے لیے ایسی کتابیں فراہم کر رہے ہیں کہ ظاہراً وہاں کے ذوق اور مروجات کے مطابق بھی ہوں، اور بلحاظ روح اسلامی بھی۔ کراس ورڈ معموں کی یہ انگریزی کتاب اپنی جگہ ایک اچھی مثال ہے۔ یہاں کے اہلِ ذوق بھی اپنے بچوں اور اسکولوں کے لیے طلب کریں۔